

رسائل و مسائل

خلافت و ملوکیت

سوال: مولانا مودودی نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" ص ۱۸۸ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے وہ تمام جائدادیں واپس کر دیں جو ان کو ناجائز طریقے سے وراثت میں ملی تھیں اور یہ کہا تھا کہ جب فرمانروا کے اپنے عزیز و قریب ظلم کریں اور فرمانروا اس کا ازالہ نہ کرے تو وہ دوسروں کو کیا منہ کر ظلم سے روک سکتا ہے؟ ان واقعات کے ثبوت میں مولانا نے البدایہ اور ابن اثیر کی تاریخوں کا حوالہ دیا ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ان تاریخی کتابوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ بنو عباس اور بعض دوسرے عناصر نے مروان اور بنو مروان کو بدنام کرنے کے لیے ایسے قصے کہانیاں تصنیف کر لیے تھے اور یہی مواد تاریخی کتابوں میں راہ پا گیا، ورنہ درحقیقت بنو امیہ کا دور ایک مثالی دور تھا۔

مولانا نے اسی کتاب کے ص ۱۸۴ پر یہ بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے علم سے ان کے گورنر خطیبوں میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ اس کے لیے بھی طبری، ابن اثیر اور البدایہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہاں پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تاریخی کتابوں کے بل پر حضرت معاویہؓ کے خلاف ایسا الزام عائد کرنا کہاں تک درست ہے۔ حضرت معاویہؓ کے جانشینوں کے متعلق اگر ایسی بات کہی جائے، تو معاملہ آنا سخت نہیں، لیکن حضرت معاویہؓ کے بارے میں ایسا تصور محال ہے کہ وہ خود ایسا کرتے یا دوسروں کو ایسا کرنے پر آمادہ کرتے ہوں گے۔

جواب - راز غلام علی، آپ کے سوالات کے جواب میں پہلی گزارش یہ ہے کہ تاریخی بحثوں اور تاریخی

واقعات میں کتب تاریخ پر انحصار ایک ناگزیر امر ہے جو واقعات نزولِ قرآن اور عہدِ نبوی کے بعد رونما ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کا تفصیلی بیان قرآن یا حدیث میں ہوگا۔ ان کے متعلق پیشین گوئیوں کی شکل میں بعض اشارات تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں مل سکتے ہیں اور ملتے ہیں، مگر ان کی تفصیلات بہر حال ہمیں تاریخ ہی میں مل سکتی ہیں اور انہیں معلوم کرنے کے لیے لامحالہ ہمیں تاریخ کی کتابوں ہی کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔ یہ ایک فطری ضرورت ہے اور اسی کے پیشِ نظر ہمارے مؤرخین نے تاریخی کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان مؤرخین میں سے بیشتر مفسرین و محدثین بھی ہیں۔ اور ان کے متعلق یہ باور کر لینا محال ہے کہ انہوں نے بے سُرُبا اور جھوٹے قصے کہانیاں جمع کر دی ہوں گی اور پھر پوری امت کے اہل علم انہیں آنکھیں بند کر کے ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرتے چلے آئے ہوں گے۔

آپ نے جن تاریخی واقعات کا سوال میں ذکر کیا ہے، اگرچہ مولانا مودودی نے انہیں تاریخی مآخذ سے نقل کیا ہے، لیکن اس سے آپ یہ سمجھیں کہ حدیث کی کتابیں ان سے بالکل خالی ہیں۔ آپ نے جن واقعات پر تعجب کا اظہار کیا ہے وہ حدیث کی کتابوں حتیٰ کہ صحاح ستہ میں بھی مروی ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سنن ابی داؤد، کتاب الخراج کی ایک روایت ملاحظہ ہو :

حدثنا عبد الله بن الجراح حدثنا جريرو

ہم سے عبد اللہ ابن الجراح نے بیان کیا، ان سے جریرو

عن المغيرة قال جمع عمر بن عبد العزيز بن مهران

کے حوالے سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز

حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله عليه

خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بنو مردان کو جمع کیا۔ پھر کہا کہ رسول

وسلم كانت له فداك فكان ينفق منها على

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فدا کے باغات تھے آپ

صغير بنى هاشم ويزوج منها ايتهم وان فاطمة

اس میں سے بنو ہاشم کے نابالغ افراد پر خرچ کرتے تھے اور

سأله ان يجعلها لها فابي فكانت كذا الله في

بیوہ یا غیر شادی شدہ کا نکاح کرتے تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا

حيوة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى مضى

نے آپ سے مطالبہ کیا کہ یہ جائداد انہیں دے دی جائے

لسبيله فلما ان وثى ابو بكر عمل فيها بما عمل

مگر آنحضرت نے انکار فرما دیا۔ حیاتِ نبوی میں یہی صورت

النبى صلى الله عليه وسلم في حيوته حتى مضى

رہی تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر جب ابو بکر خلیفہ ہوئے

لسبيلہ فلما ولی عمر عمل فیہا بمثل ما عملا
حتی مضی لسبیلہ ثم اقطعھا مروان ثم
صار لعمربن عبد العزیز قال عمر یعنی
ابن عبد العزیز فرأیت اماً منعه النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فاطمة لیس لی بحق وانی اشھدکم
انی قد رددتھا علی ما کانت یعنی علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو آپ نے بھی عمل نبوی کے مطابق عمل کیا حتیٰ کہ آپ بھی
وفات پا گئے جب حضرت عمر خلیفہ نے تو آپ نے بھی
دونوں پیشروؤں کی کارروائی کے موافق عمل کیا یہاں تک
کہ حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا۔ پھر مروان نے فدک کو اپنی
جاگیر بنا لیا اور یہ عمر بن عبد العزیز کو ورثے میں ملی یا نہیں
نے فرمایا: میری یہ رائے ہے کہ جس معاملے میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو منع
فرما دیا، وہ میرے لیے جائز نہیں اور میں تمہیں گواہ
بناتا ہوں کہ میں اس جائداد کی وہی حیثیت بحال کرتا
ہوں جو عہد نبوی میں تھی۔

خط کشیدہ الفاظ کا جو ترجمہ میں نے کیا ہے وہ سیاق و سباق کے بالکل مطابق ہے اور شارحین نے
اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔
..... چنانچہ صاحب بذل الجہود اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ثم اقطعھا ای جعلھا قطیعة
لنفسہ (یعنی مروان نے اسے اپنی ذاتی جاگیر بنا لیا جو ان کے پوتے عبد العزیز کو ان سے ملی)۔ اہل سنت کے
ہاں یہ بات بالکل مسلم ہے کہ یہ جائداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی جائداد یا ملکیت نہیں تھی بلکہ بحیثیت امیر قوم
ان کے منصب اور عہدے کا مالی معاوضہ اس سے فراہم ہوتا تھا۔ لہذا آنحضور کے وصال کے بعد آپ کا جو
بھی جائزین ہو گا وہ اس سے مستفید ہو گا۔ ابو داؤد کے اسی باب کی دیگر احادیث اور صحاح کی متعدد دوسری
احادیث سے یہ امر قطعی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو جائداد خالصہ قرار دی
گئی تھی اور خمس و غنائم کا جو مال آنحضور کے پاس آتا تھا، وہ آپ کے ورثہ کے طور پر ورثاء میں قابل تقسیم نہ تھا
یہ گویا اسلامی سٹیٹ اور حکومت وقت کی تحویل میں رہے گا۔ اس سے ازدواج مطہرات کا نفقہ ادا کیا جائے
گا اور جو شخص بھی امت کا متوئی امر ہو گا، اس کی اور اس کے اہل و عیال کی کفالت بھی اس سے ہوگی۔ مگر

مروان نے ان احکام صریحہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خدک کو ذاتی جاگیر بنالیا، حالانکہ خود حضرت علیؑ کی روش اس معاملے میں یہ تھی کہ عہد صدیقی و فاروقی میں اگرچہ حضرت فاطمہؑ کا وکیل یا وارث ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اس جائداد میں استحقاق کا مطالبہ کیا تھا لیکن جب خود امیر ہوئے تو اس جائداد کی وہی پوزیشن برقرار رکھی جو پہلے طے ہو چکی تھی۔

اس کے بعد اب دوسرے معاملے، یعنی امیر معاویہؓ کے حضرت علیؑ پر سب و شتم کرانے کو لیجئے۔ تاریخی کتابوں میں تو اس بڑی رسم کا ذکر تفصیل سے موجود ہی ہے کہ امیر معاویہؓ نے اسے جاری کیا اور آخر کار حضرت عمر بن العزیز ہی نے اسے ختم کر لیا لیکن کتب صحاح بھی اس بارے میں خاموش نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں یہ روایت درج ہے۔

حدثنا قتیبہ حدثنا حاتم بن اسماعیل عن ابن شاذان عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال: قرع معاویہ ابن ابی سفیان سعداً فقال ما یمنعک ان تسب ابائنا قال اما ما ذکریت ثلاثا قالین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن استبہ لان تکون لی واحدة منهم احب الی من حمزہ النعم۔۔۔۔۔

ہم سے قتیبہ... اور سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا ہے کہ انہیں معاویہؓ ابن ابی سفیان نے امیر بنایا پھر کہا کہ تمہیں ابو تراب پر سب و شتم کرنے سے کیا چیز روکتی ہے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ جب میں تین ارشادات نبویؐ کو یاد کرتا ہوں تو میرے لیے ہرگز ممکن نہیں رہتا کہ میں سب علیؑ کروں۔ یہ حضرت علیؑ کے تین مناقب ہیں جن میں سے اگر ایک بھی میرے حق میں ہوتا تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتا۔

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے وہ تین ارشادات بیان کیے جن میں سے ایک میں حضرت علیؑ سے کہا گیا تھا کہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدی۔ (کیا تجھے پسند نہیں کہ تو میرے لیے ایسا ہو جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے لیے تھے اور یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں) دوسرے ارشاد میں فرمایا: يجب اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ۔ (علی اللہ اور اس کے رسول سے

محبت رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول علیؑ سے محبت رکھتے ہیں۔ تاہم میرے ارشاد میں حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حسینؑ کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہم هؤلاء اہلی (اے میرے اللہ یہ میرے اہل ہیں)۔

اس روایت کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؑ پر سب و شتم کرنے کرانے کا ایک عام قاعدہ بنا رکھا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کی پابندی سے انکار کیا تو امیر معاویہؓ کو یہ بات انوکھی محسوس ہوئی اور اس پر باز پرس ضروری خیال کی اس کے جواب میں حضرت سعدؓ کو حضرت علیؑ کے وہ مناقب بیان کرنے پڑے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننے تھے اور جن کی موجودگی میں حضرت علیؑ کو بُرا بھلا اور سخت و سُست کہنا کسی طرح جائز نہ تھا۔

جناب اسعد گیلانی ایم۔ اے
کی کتاب

اسلام سوشلزم اور اسلامی سوشلزم

کا دوسرا ایڈیشن

شائع ہو گیا

طباعت آفٹ بہترین رنگین سرنگامائٹل

۴۰ روپے	فی سینکڑہ	۵۰ پیسے	سفید کاغذ پر
۲۵ روپے	فی سینکڑہ	۳۱ پیسے	اخباری کاغذ پر

جن حلقوں نے اس کتاب کے آرڈر بھجوائے ہیں وہ دوبارہ آرڈر کی تجدید فرمائیں

الکارۃ بتول اچھر کا لاہور۔ فن نمبر ۳۶۹۳